

اصلاح و دعوت

محمد ذکوان ندوی

فطرت کی طرف

اشراق ہند، جنوری ۲۰۲۴ء میں ”برکتوں کا خاتمہ“ کے تحت راقم نے لکھا تھا کہ: ”...اللہ اکبر، وہ زمانہ کیسی برکتوں کا زمانہ تھا۔ اب پیسوں کی بہتات ہے، مگر ہر جگہ طیبات کے گھٹنے اور خباثت ’کثُرُ الخَبَثِ‘ (مسلم، رقم ۷۳۳۵) کے بڑھ جانے کے سبب ’برکات‘ سلب ہو کر رہ گئی ہیں۔ سادگی اور قناعت کے بجائے حرص و ہوس اور اسٹیٹس کی دوڑ، ’ضروریات‘ کے نام پر مادیات میں بے تحاشا اضافہ، حالات کے جبر و دباؤ اور ہماری بے حسی اور دنیا پرستی کے نتیجے میں صرف ڈیڑھ سو سال کے دوران اس قدر زوال و اِدبار آیا اور برکات کا خاتمہ ہو گیا کہ بس اللہ کی پناہ:

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھو!!

ان ’برکات‘ کی اُس طرح واپسی آج کے حالات میں ممکن نظر نہیں آتی، لاکھ آدمی حسب حالات اُس فطری اور غیر مصنوعی سطح حیات پر واپس لوٹنے کا فیصلہ کرے، یا خود کسی خدائی مداخلت کے ذریعے سے دجل کے اس عالم گیر پردے کو چاک کر کے تمام فسادات کا خاتمہ کر دیا جائے۔

تاہم، ممکن دائرے میں ان ’برکات‘ کے حصول اور ان کی واپسی کا عملی طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے دائرے میں لازماً اُن چیزوں کو کم ترین سطح پر لانے کی کوشش کریں جن کے ذریعے سے ان برکات کا خاتمہ ہوا ہے، یعنی اپنے درمیان ’طیبات‘ کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا اور ’خبائث‘ کو کم سے کم تر سطح پر پہنچا دینا؛ یہ امور خواہ داخلی ہوں یا خارجی، مادی ہوں یا روحانی، عملی ہوں یا نظری اور اعتقادی، عادات ہوں یا اشیائے استعمالات۔ مثلاً جسم اور روح کی پاکیزگی، ذکرِ الہی کی کثرت، دعا و تذکر، تلاوت و تدبر، صبر و قناعت، انسانی ہمدردی، لوگوں کے ساتھ

بہر صورت زیادہ سے زیادہ تعاون، یتیموں اور بے سہارا افراد کی خبر گیری اور کفالت، نیز فطری طرزِ حیات کا زیادہ سے زیادہ فروغ، وغیرہ۔“ (۳۹-۴۰)

دوا اور غذا

موجودہ زمانے میں خود دوا اور بنیادی غذائی اشیاء میں عظیم فساد کی بنا پر ’تغییر خلق‘ (النساء ۴: ۱۱۹) کا چیلنج انسانیت کو درپیش ہے۔ اس طرح عملاً ہر سطح پر انسان کو غیر انسان بنائے جانے (dehumanization) کا عمل انتہائی تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

اس کے نتیجے میں نہ صرف مہلک بیماری اور عدم تغذیہ کا ناقابلِ تلافی بحران پیدا ہو گیا ہے، بلکہ اس فساد کے ذریعے سے سرے سے اُس جوہرِ فطرت ہی کا خاتمہ کیا جا رہا ہے جو نہ صرف وحی و دعوت کا مخاطب ہے، بلکہ یہی ربانی فطرتِ آدمی کا اصل امتیاز ہے۔ اسی فطرت کی بنا پر انسان انسان ہے اور جب خود انسان کا انسان ہونا ہی خطرے میں پڑ جائے۔

سورہ روم (۳۰) کی آیت ۳۰ سے متعین ہو جاتا ہے کہ یہاں ’خَلْق‘ سے مراد وہ اصل فطرت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہی فطرت ہے جس کو ’تَقْوٰی‘ اور ’فُجُور‘ (الشمس ۹۱: ۸) کا حامل بنایا گیا ہے۔ اسی فطرت کے تحت آدمی حق و باطل کے درمیان تمیز کرتا اور خیر کو خیر اور شر کو شر سمجھتا ہے۔ انسان کے اندر یہ فطرت جب مسخ و تغیر کے فساد کا شکار ہو جائے تو پھر وہ انسان نہیں، بلکہ دو پیروں پر چلنے والا صرف ایک ایسا حیوان بن کر رہ جاتا ہے جس میں حیوانیت کے سوا انسان کے ساتھ اور کوئی مشابہت باقی نہیں رہتی۔

دور آخر میں ظاہر ہونے والے یہی وہ جینیاتی منقلب افراد (GMS) ہیں جن کو احادیث میں ’حُثَالَة‘ (بخاری، رقم ۶۷۱۰) اور ’عَجَاجِة‘ (احمد، رقم ۶۹۶۴) کہا گیا ہے، یعنی بے خیر و بے فیض قسم کے پست و اراذل لوگ۔ انھی کے متعلق ارشادِ نبوی ہے: ’لَا يَعْرِفُونَ مَعْرِوْفًا، وَلَا يُنْكِرُونَ مَنْكَرًا‘ (احمد، رقم ۶۹۶۴) یعنی ان کو نہ کسی معروف کا شعور ہو گا اور نہ کسی منکر کا احساس۔

دوا اور غذا، وغیرہ میں پیدا شدہ ان فسادات کی تفصیل کے لیے حسبِ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں:

1. Your Doctor Is A Liar, by James Paul Roguski
2. Death By Prescription: The Shocking Truth Behind an Overmedicated Nation, by Ray Strand
3. Safety Of Genetically Modified Foods National Research Council, Washington DC.

وقت اور صحت

ہمارے درمیان علم و اخلاق اور تعلیم و تربیت کا جو بحران پیدا ہوا ہے، اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت کی ناقدری اور غیر منصوبہ بند طرز حیات عرصے سے گویا اب ہمارا ایک قومی شعار بن چکا ہے۔ عام زندگی میں اسی کا ایک ظاہرہ ہمارے اکثر لوگوں کا دیر سے سونا اور دیر سے اٹھنا ہے۔

کائنات کے خالق نے دن کو اصلاً کام کے لیے اور رات کو آرام کے لیے بنایا ہے (الفرقان ۲۵: ۷۷-۷۸)۔ یہ صرف ایک سادہ مثال ہے، ورنہ موجودہ زمانے میں فطرت کے خلاف اس قسم کے بہت سے 'فسادات' و 'انحرافات' عام ہو گئے ہیں۔ جیسے "ڈیولپمنٹ" کے نام پر کھیت، درخت اور جنگلات کا خاتمہ کر کے ناقابل تلافی حد تک زمین کا توازن بگاڑ دینا، پانی، ہوا اور روشنی جیسی بنیادی اور فطری چیزوں کے حصول کو تمام تر کمرشلائز کر دینا، پانی جیسی عام نعمت کو خرید کر پینا، جو بلاشبہ تاریخ کی وہ بدترین غلامی ہے جس میں آج کا انسان "جدید کاری و تہذیب" کے پر فریب نام پر مبتلا ہے۔ اسی طرح 'مصنوعی ذہانت' (AI) جیسا سنگین انسانی اور اخلاقی بحران، وغیرہ۔

فطرت کے خلاف مذکورہ قسم کی بے اعتدالی اور انحراف کوئی سادہ بات نہیں۔ قرآن کے مطابق، وہ نظام فطرت میں 'تغییر' (النساء ۴: ۱۱۹) اور زمین میں 'فساد' (الاعراف ۷: ۵۶، ۸۵) کے ہم معنی ہے۔ موجودہ حالات انسان کے انہی اعمال (مفسدانہ سرگرمیوں) کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ اب جدید تہذیب اپنے اس فساد کے مہلک انجام کو بھگت رہی ہے۔

اس ہول ناک صورت حال سے نکلنے کا واحد راستہ صرف یہ ہے کہ آج کا انسان 'فساد بر و بحر' کی اس حالت سے لوٹ کر دوبارہ 'صلاح بر و بحر' کی ربانی حالت کو مکمل طور پر اختیار کر لے۔ اس کے سوا، خدا اور کائنات کی نسبت سے، اپنے جرم کو چھپانے کے لیے "گلوبل وارمنگ" کے نام پر کی جانے والی مختلف قسم کی سرگرمیاں "پیوند کاری" (patch up) سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اس طرح کے بحرانی معاملات میں جوہری تبدیلی (sea change) مطلوب ہوتی ہے، نہ کہ مذکورہ قسم کی پیوند کاری۔ انسان کے "ہاتھوں" پر پاہونے والے اس 'فساد' کا انجام بظاہر اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اب انسان اسی دنیا میں اپنے اس 'عمل' کا کچھ مزہ چکھے (الروم ۳۰: ۴۱)۔

ایک زندہ فرد اور قوم کی پہچان یہ ہے کہ وقت اُس کے نزدیک "کٹنے" جیسی کوئی چیز نہیں ہوتا، بلکہ یہ

زندگی کا وہ قیمتی لمحہ ہوتا ہے جسے بھرپور طور پر وصول کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مشہور عربی مثل ہے: 'الوقتُ سیفٌ، إن لم تَقْطَعْهُ قَطَعَكَ'، یعنی وقت ایک تلوار ہے۔ اگر تم اُس کو نہ کاٹو تو وہ یقیناً تمہیں کاٹ دے گا۔ وقت کا کم تر استعمال ہمیشہ اُس کے برتر استعمال کی قیمت پر ہوتا ہے، جو بے شعوری کا نتیجہ ہے، اور اس کا انجام محرومی کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایک مغربی مفکر نے وقت کی اسی اہمیت کے متعلق بجا طور پر کہا تھا کہ — فارغ اوقات کا بہتر استعمال تہذیب کی آخری بلندی کی علامت ہے، اور ابھی بہت کم لوگ تہذیب کی اس بلندی تک پہنچ سکے ہیں!

وقت کے استعمال کا بہترین طریقہ اپنے نشانے اور اپنے طے شدہ پروگرام کے اعتبار سے، اپنی زندگی کی منصوبہ بندی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنی ترجیحات متعین کر کے اپنے وقت اور اپنی توانائی کو مسلسل اُسی محاذ پر صرف کرے۔

یہی صحت (health) کا معاملہ ہے۔ کسی آدمی کے پاس سب سے بڑی جو چیز ہوتی ہے، وہ وقت اور صحت ہے، مگر آدمی کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی بے شعوری کی بنا پر اس معاملے میں سب سے زیادہ گھائلے میں رہتا ہے۔ وہ وقت اور صحت، دونوں کو برباد کر دیتا ہے۔

صحت کے لیے ضروری ہے کہ آدمی ہر اعتبار سے، سادگی اور اعتدال کو اختیار کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی تعیش اور خواہش پرستی کے بجائے ضرورت پر قانع رہے؛ وہ اعلیٰ معیار زندگی (high standard of living) اور نمائشی طرز حیات (ostentatious living) کے پرفریب 'نصب العین' سے اپنے آپ کو دور رکھے؛ وہ ورزش، چہل قدمی، کھیل کود اور زیادہ سے زیادہ پیدل چلنے کو اپنی زندگی کا مستقل معمول بنائے؛ وہ سادہ اور صحت بخش کھانے کو ترجیح دے اور شکم سیری کی مہلک عادت کے بجائے کم خوری کی صحت بخش عادت کا طریقہ اختیار کرے۔

واضح ہو کہ 'اُعلیٰ معیار زندگی' کوئی سادہ چیز نہیں، وہ پورا ایک فلسفہ حیات ہے جو مغرب کے ملحدانہ تصور کائنات (western world view) پر مبنی ہے۔

'قد أفلح من أسلم، ورزق كفافاً، وقتَّعَهُ اللهُ بما آتاه' (مسلم، رقم ۱۰۵۴)، یعنی بلاشبہ، کامیاب وہی شخص ہے جس نے اللہ کی فرماں برداری کی، اُس کو ضرورت بھر رزق ملا اور مزید کی فکر کرنے کے بجائے اُس نے اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر دل سے قناعت اختیار کی۔

دور جدید میں پیدا شدہ اس 'فساد' و 'تکثر' سے متعلق تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

1. A Dictionart of Economics and Commerce: J. L. Hanson. Published by Mackdonald & Evans Ltd, London-1969.
2. The Development Dictionary- A Guide to Knowledge as Power, by Wolfgang Sachs. Zed Books, London & Newyork-2010.
3. The Affluent Society, by J. K. Galbraith. A Mariner Book, New York-1998.

[یکم مارچ ۲۰۲۲ء]

